

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی سیرت پر خدمات کا جائزہ

Syed Iftikhar Ali Gilani, Muhammad Siddiq, Sonia Batool, Madiha Zafar

Department of Islamic Studies, University of Southern Punjab, Multan, Pakistan

Abstract: The detailed and ascertaining anatomizing on the code books" Paighember-e-Azam-o-Akhir & Muhammad Rasullah PBUH" of characterisation.

The objective of writing this research paper is to probe the codes of characterisation in the light of two books, "Paighember-e-Azam-o-Akhir & Muhammad Rasullah PBUH", written by Dr. Naseer Ahmad Nasir & Muhammad Rasullullah PBUH written by Dr. Muhammad Akram Rana, respectively. Both writers are great decipherers.

We explored the codes of depiction through the two knowledgeable books. These two books are written so elegantly that elucidate the code of depiction in an efficacious way. After scrutinizing the codes, we have culminated in the fact that characterisation is always inscribed by following the written jurisprudence.

Keywords: Dr. Naseer Ahmad Nasir, Seerah of Prophet Muhammad (PBUH), Seerah Writing, Islamic Research, Scholarly Contributions.

Email: iftikhargilani@usp.edu.pk

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر بیسویں صدی کی عظیم شخصیات میں سے ایک تھے بھارت کے علاقے امرتسر میں پیدا ہوئے تحریکِ رحمتہ العالمین کے بانی تھے۔ پاکستان کے فنر دواحد تھے۔ جسٹسوں نے پوری دنیا میں پہلی مرتبہ جمالیات میں ڈی۔ لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اپنے حبیب و پیغمبر کی والہانہ محبت سے معمور تھے۔ پوری دنیا میں اپنا الگ مقام رکھتے تھے۔ سیرت السنبی کے بین الاقوامی مفتابوں میں نمایاں حیثیت حاصل کی۔ [۱]

پیدائش:

آپ بھارت کے علاقے امرتسر میں پیدا ہوئے تھے۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر متحدہ ہندوستان کی تقسیم ہونے پر پاکستان ہجرت کر آئے اور لاہور مقیم ہو گئے۔ [۲]

حاندانی پس منظر:

آپ ایک مہذب تعلیم یافتہ اور مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اس وجہ سے آپ کو مذہب سے لگاؤ تھا اور ستر آئی تعلیمات کے مطالعہ کا شوق بچپن سے تھا۔ آپ کے والد کا نام عبدالحکیم تھا۔ جو کہ متحدہ

پنجاب کی جماعت کانگریس کے صدر کے عہدے پر فائز رہے تھے۔ آپ کے والد کے نام پر امرتسر کے ایک محلہ کا نام بھی رکھا گیا تھا۔ آپ کے والد انتہائی نیک سیرت آدمی تھے۔ جس کی شخصیت کا اثر آپ کی تربیت پر ہوا۔ اس لیے آپ نے اپنی تمام زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزارنے کی کوشش کی۔

ابتدائی و اعلیٰ تعلیم و تربیت:

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد کی نگرانی میں گھر پر حاصل کی۔ آپ کو بچپن سے ہی مترآن مجید کے مطالعے کا شوق تھا۔ اپنے والد گرامی کے ساتھ رہتے ہوئے ہمیشہ ہندوؤں کے ساتھ مذہبیت کا اختلاف رکھتے تھے۔ آپ نے باقاعدہ رسمی تعلیم کے حصول کے لیے ایم۔ اے اور اسکول امرتسر میں داخلہ لیا اور میٹرک تک اسی سکول میں پڑھتے رہے اور میٹرک کا امتحان نمایاں کامیابی سے پاس کیا۔ آپ نے انٹرمیڈیٹ اور گریجویٹیشن کا امتحان ایم۔ اے اور کالج امرتسر سے نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے لاہور کا رخ کیا۔ بی۔ اے آنرز کی ڈگری ۱۹۹۳ء میں حاصل کی اور ۱۹۴۵ء میں ایم۔ اے معاشیات کی ڈگری حاصل کی۔ پھر ۱۹۶۷ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ڈاکٹر آف لٹریچر (ڈی۔ لٹ) میں ڈگری حاصل کی۔

الفن و فنون:

آپ نے عربی، فارسی، اردو، انگریزی زبانیں نیز مترآن مجید اور احادیث نبویہ کی تفسیر و تشریح، ترجمہ و تحقیق، عروض انشاء پر دازی اور تصنیف و تالیف کے فنون، جدی علماء ماہرین کے زیر سایہ باقاعدہ سیکھے

[۳]-

پیشہ و راسخہ زندگی:

۱۹۴۵-۱۹۴۶ لیکچرار، ایم۔ اے۔ اور کالج امرتسر
۱۹۴۶ تا اوائل ۱۹۴۸ پر او نشل آرگنائزر نیشنل ہوم فرنٹ، محکمہ تعلقات عامہ، حکومت پنجاب۔

۱۹۵۰ تا ۱۹۶۰ پروفیسر اور اسٹنٹ سٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان۔
۱۹۶۰-۱۹۶۷ سیکریٹری، اردو انسٹیٹیوٹ اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
۱۹۶۷-۱۹۷۹ وائس چانسلر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور۔

بعد از ملازمت تادم وفات:

ملازمت سے ریٹائرمنٹ لینے کے بعد ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اپنی زندگی تفسیر فی القرآن، مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں بسر کی ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے دل میں مسلمان قوم کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے لاہور میں "تحریک رحمت" کے نام سے ایک تحریک کا آغاز کیا۔ جس کے ذریعے انہوں نے مسلمان قوم کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ وہ تحریک آج بھی ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سرگرم ہے۔ تحریک رحمت کے موجودہ جنرل سیکرٹری جو کہ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے شاگردِ رشید ہیں۔ جن کا اسم گرامی خواجہ محمد اسلم ہے۔ جنہوں نے براہ راست ڈاکٹر نصیر احمد ناصر سے علمی و ادبی فیض حاصل کیا تھا۔ مقالہ نگار نے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے حالات زندگی معلوم کرنے کے لئے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی قائم کردہ "تحریک رحمت" تنظیم کا رخ کیا۔ جہاں سے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے شاگرد اور جانشین خواجہ محمد اسلم نے ان کو تسلی و تشفی بخش معلومات سے بہرہ ور کیا۔ ان معلومات سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے ملازمت سے ریٹائرمنٹ لینے کے بعد اپنی پوری زندگی مترآن مجید کے تدبر و تفسیر اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ مختلف کتب کی تصنیف و تالیف میں صرف کر دی ہے۔ اس کے علاوہ ریٹائرمنٹ کے بعد ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کا عظیم کارنامہ "تحریک رحمت" کی بنیاد رکھنا ہے۔ آج بھی تحریک رحمت سے وابستہ افراد ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے حباری کردہ اس کام کو تقویت دے رہے ہیں۔ جس کا سنگ بنیاد ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اپنی زندگی میں رکھا تھا۔ لیکن اس مشن کی تکمیل کے لئے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کو زندگی نے زیادہ مہلت نہیں دی تھی۔ [۵]

چند تخلیقات و خدمات:

1. اردو ادبیات میں جمالیات (Aesthetics) کے حوالی گوشے کو عالمی معیار کی کلاسیکی تصانیف (تحقیق و طبع زاد کتب و رسائل اور مقالات) کے گلہائے رنگ سے معمور و مسزین کیا۔
2. اردو زبان میں جمالیات کا پہلا مفکر، عالم اور مصنف، نیوز ڈاکٹر آف لسٹریچر۔
3. دنیا بھر میں جمالیات کا پہلا ڈاکٹر آف لسٹریچر۔

4. رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ کے زیر اہتمام ۱۹۷۷ء میں منعقد ہونے والے سیرت کے عالمی مقابلے میں اپنی تالیف "پیغمبر اعظم و آخسر" پر گرانقدر انعام حاصل کرنے والا اردو زبان اور پاکستان کا واحد سیرت نگار۔

5. پنجاب یونیورسٹی نے ان کی اولین کتاب جمالیات (مترآن حکیم کی روشنی میں) ۱۹۵۸ء کی بہترین تصنیف قرار دے کر اول انعام دیا۔ [۶]

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی علمی و ادبی زندگی کا جائزہ:

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کو علم و ادب کا شوق بچپن سے ہی تھا۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی تھی اس میں مذہبیت اور علمی شوق پہلے سے موجود تھا۔ جس کا اثر ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی زندگی پر یہ ہوا کہ انہوں نے علمی و ادبی میدان میں گرانقدر خدمات سرانجام دے کر علم و ادب میں اپنے نام کو زندہ رکھا ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے لوگوں کی بہتر اصلاح کرنے کے لئے بطور مصلح اور داعی اپنی خدمات سرانجام دی ہیں۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کو ان کے علمی و ادبی کام کی بدولت قومی و بین الاقوامی سطح پر انعام و اکرام سے بھی نوازا گیا ہے۔ لہذا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر اپنے زمانے میں علمی و ادبی لحاظ سے بہت اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے علمی و ادبی خدمات کا آغاز اپنے دور طالب علمی سے کر دیا تھا۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر شاعری میں اتنا ذوق نہیں رکھتے تھے۔ لیکن بطور نثر نگار ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اپنے ہم عصر نثر نگاروں میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت تامدنی زندگی کے ابتدائی حالات

:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت:

اللہ تعالیٰ نے نپت انسانیت کی رہنمائی کے لیے اپنے آخسر اور پیارے نبی کو معبودت فرمایا تاکہ دنیا سے جہالت اور اندھیرا ختم ہو اور ہر طرف روشنی پھیلے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول سنہ عام الفیل بمطابق ۲۲، اپریل ۵۷۱ء بمطابق یکم حبشہ ۶۸۴ء بمکرمی کو مکہ مکرمہ میں بعد از صادق اور قبل از طلوع عالم تاب پیدا ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

و سلم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے قبل مکہ معاشی و اخلاقی بدحالیوں کا شکار تھا جن میں بتوں کی پوجا، شراب نوشی، جوا، سود، عورتوں پر ظلم بیٹوں کو زندہ درگور کرنا قحب گری اور عنلامی جیسے رواج پاتے جاتے تھے۔ [۷]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رضاعت کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ جو قبیلہ بنو ہوازن کی حنا تون تھیں۔ حضرت حلیمہ کی بیٹی جن کا نام شیما تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی کرتی تھیں۔ دو سال کے بعد مدت رضاعت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ سے واپس اپنی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کے پاس آگئے [۸]

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو اپنے والد کی قبر پر لے جانے کا فیصلہ کیا سفر سے واپسی پر آپ کی والدہ بیمار ہو گئیں اور ابواء کے مقام پر پہنچ کر حنا لقی حقیقی سے جا ملیں آپ ایک مرتبہ پھر یتیم ہو گئے۔ چھ سال سے آٹھ سال کی عمر تک آپ اپنے دادا کی زیر کفالت رہے۔ انہوں نے آپ کا نام محمد رکھا۔

شب ظلمت کے ہنگاموں میں گم تھی عقل انسانی

یکایک طاق کعبہ پر چہرا غہاشمی آیا

آپ آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے دادا اس دنیا سے رخصت ہو گئے پھر آپ کی پرورش آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے کی۔ [۹]

سفر تجارت:

عربوں کا پیشہ تجارت تھا۔ لوگ تجارت کی غرض سے دوسرے ملکوں میں سفر کرتے تھے۔ آپ بھی اپنے چچا کے ہمراہ شام گئے۔ وہاں بصری کے مقام پر ایک عیسائی راہب بحیرہ نے اصرار کیا کہ آپ کو شام کی سیر نہ کرائی جائے کیونکہ یہودی آپ میں موجود پیغمبرانہ صلاحیتوں اور نشانیوں کا اندازہ لگا کر آپ کو نقصان پہنچائیں گے۔ یہ آپ کا پہلا تجارتی سفر تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت نیکی، دیانتداری کا چہرہ چاروں دور دور تک پھیل گیا۔ تو لوگ اس سے متاثر ہو کر آپ کو

"صادق" اور "امین" کے لقب سے پکارنے لگے۔ آپ کا چہرہ چہرہ سن کر مکہ مکرمہ کی مالدار خاتون حضرت خدیجہ نے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ نے اپنے چچا کے مشورے سے یہ پیشکش قبول کر لی۔ نکاح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ برس اور حضرت خدیجہ کی عمر مبارک ۴۰ برس تھی۔ [۱۰]

حرب فجار:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل چار بار فجار کے واقعات رونما ہوئے۔

حلف الفضول:

اس معاہدے کا نام حلف الفضول اس لیے رکھا گیا کیونکہ اس کی تجویز و تحریک کرنے والے اشخاص کے نام مادہ "فضل" سے مشتق تھے مثلاً فضل بن واعظ، فضل بن حرث اور مفضل وغیرہ۔ [۱۱]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح مبارک:

حضرت خدیجہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ حضرت ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور مہر میں ۲۰ اونٹ تھے بعض روایات میں ہے کہ ۵۰۰ درہم بھی دیے حضرت خدیجہ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے چھ اولادیں عطا فرمائیں دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں [۱۲]

حنا کعب تعمیر اور حبر اسود کی تصنیف:

اس وقت کعب کی شکل چوکور ہے اور اس کا ایک حصہ حطیم ہے جو Covered نہیں ہے کعب کی بلندی ۱۵ میٹر ہے۔ شمالی اور جنوبی دیوار ۱۰، ۱۰ میٹر بلند جبکہ مغربی اور مشرقی دیواریں ۱۲، ۱۲ فٹ بلند ہیں۔ حبر اسود ڈیڑھ سو میٹر کی بلندی پر نصب ہے۔

نبوت اور پہلی وحی کا واقعہ:

جب آپ کی عمر مبارک ۴۰ برس کی ہوئی تو آپ نماز حرام میں عبادت کے لیے جاتے تھے وہاں پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کے ذریعے آپ پر پہلی وحی نازل فرمائی۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا، "اترائی" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نہیں پڑھا ہوا تو

حضرت جبرائیل نے آپ کو زور سے پکڑ کر اپنے سینے سے بھانچا تو تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ ادا کیے۔

اَفْرَأُ بِأَنْتُمْ رَبَّنَا الَّذِي خَلَقَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ عَلَقٍ اَفْرَأُ أَوْ رَبَّنَا الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق: ۴، ۵ تا ۵)

گھر آکر آپ نے سارا واقعہ حضرت خدیجہ کو بت لیا وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورتہ بن نوفل کے پاس لے گئیں انہوں نے بھانچا لیا کہ نبوت کوئی آسان کام نہیں۔ اٹھے لوگوں تک اپنے رب کا پیغام پہنچائیے۔ [۱۳]

اعلانیہ تبلیغ:

وحی آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال تک خفیہ تبلیغ کرتے تھے اس کے بعد آپ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا۔

فتریش کی مخالفت:

اعلانیہ تبلیغ کے بعد فتریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ انہوں نے آپ کو دین سے ہٹانے کے لیے ہر ممکن کوششیں کیں لیکن آپ اپنے عزم پر ڈٹے رہے۔

عام الحزن:

آپ نے نبوت کا عہد کیا تو آپ پر ظلم اور زیادتیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے آپ نے ان تمام مشکلات کے باوجود کٹھن حالات کا مقابلہ کیا ان حالات میں آپ کی باوفا بیوی حضرت خدیجہ اور آپ کے چچا حضرت ابوطالب اس دنیا سے رخصت ہو گئے تب آپ کی عمر ۴۵ برس تھی۔ [۱۴]

سفر طائف:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو پھیلانے کے لیے طائف کا سفر کیا۔ طائف میں تین بھائی معزز تھے یہ تینوں عبد ہاشم اور حبیب عمر بن عمر کے بیٹے تھے۔ آپ نے یکے بعد دیگرے ان سے ملاقات کی اور انہیں دین کی دعوت دی۔

معراج النبی:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۱ برس کے تھے جب واقعہ معراج پیش آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سات آسمانوں کی سیر کی۔ اسی رات پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ [۱۵]

بیعت عقبہ اولی:

حج کا موسم ہوتا۔ نیا موسم آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کا پیغام لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔ تب موسم حج میں گیارہ آدمیوں کے وفد نے شانہ نبوت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ [۱۶]

بیعت عقبہ ثانیہ:

ایک معاہدہ عمل میں آیا جیسے سیرت نگار بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس معاہدے نے تاریخ کو بدل کر رکھ دیا اور فطریہ کی کسر توڑ کر رکھ دی۔ اس میں اللہ کا پیغام پوری دنیا تک پہنچنے لگا اور ہر طرف اسلام کا بول بالا ہونے لگا۔ [۱۷]

ہجرت مدینہ:

جب کفار مکہ نے اسلام کو ہر طرف پھیلنے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کی سازشیں کرنے لگے۔ تب آپ کو مجبوراً مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوا۔

مسجد نبوی کی تعمیر:

مدینہ میں لوگوں نے آپ کا بھرپور طریقے سے استقبال کیا۔ آپ کی آمد پر نغمے گائے گئے۔ مدینہ منورہ میں آپ سے پہلے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ آپ نے نیک اور برگزیدہ بندوں کے لیے مسجد کی اشد ضرورت کو محسوس کیا۔ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے سامنے دو یتیم بچوں سہیل اور سہیل عمرو کی ملکیت زمین حنالی پری تھی۔ آپ نے مالکان کو رقم ادا کر کے وہاں پر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ [۱۸]

آغاز اذان:

حضرت عمر کو اللہ تعالیٰ نے اذان کا طریقہ بتلا دیا۔ انہوں نے خواب میں اذان کے کلمات بھی سنے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا اس طرح اذان کی ابتدا ہوئی باقاعدہ طور پر

افتات و صلوة کا فریضہ انجام دیا جانے لگا نماز میں قبلہ بیت المقدس مترار پایا۔ حضرت عمر کا طریقہ قبول کر لیا گیا اور حضرت بلال حبشی کو مؤذن مترار دیا گیا۔ [۱۹]

روزوں کی فریضیت:

ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر سے پہلے ماہ شعبان ۲ھ کے آخر میں مسلمانوں پر روزے فرض کیے گئے تاکہ مسلمانوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری ہو۔ [۲۰]

غزوات نبوی:

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو سلامت رکھنے کے لیے دشمن قوموں کا مقابلہ کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے جنگ کرنے کی احکامات دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور بعض اوقات کسی تجربہ کار صحابیوں کو اپنی جگہ امیر بنا کر بھیج دیتے جن لڑائیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت کی انہیں غزوہ کہتے ہیں اور جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک نہ ہوئے انہیں سریہ کہتے ہیں۔ غزوات کی تعداد ۲۳ ہے اور سریہ کی تعداد ۴۳ ہے۔

[۲۱]

غزوہ بدر:

۱۲ رمضان المبارک کو ۳۰۰۰ جانبداروں کا قافلہ شہر مدینہ سے روانہ ہوا۔ پانچ دن بعد ۱۷ رمضان المبارک کو بدر کے مقام پر پہنچا۔ یہاں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں جنگ کا آغاز دوہو ہوا۔ طویل ترین جنگ کے بعد قریش مکہ ستر آدمی مارے گئے جن میں چودہ، ان کے سردار تھے۔ صحابہ کرام میں سے چودہ شہید ہوئے ان میں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ [۲۲]

۲۰ رمضان المبارک بروز بدھ ۲۱ مارچ ۶۲۴ھ کو مجاہدین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں فتح و نصرت کی خوشیاں مناتے ہوئے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

غزوہ احد:

غزوہ بدر کی شکست کے بعد کفار مکہ شدید غم میں مبتلا ہو گئے کیونکہ اس جنگ میں ان کے سردار مارے گئے تھے۔ اس لیے ان کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اس جنگ میں قریش مکہ کی

تعداد تین ہزار جنگوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے سات سوزہ پوش تھے۔ دو سو گھوڑے تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں شامل تھیں۔ اتفاق سے اس دن جمعہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے "خطبے میں جہاد اور شہادت کے درجبات اور فضائل بیان فرمائے بعد نماز عصر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام "سوط" پر پہنچے تو عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو آدمیوں کے ساتھ الگ ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ جبیر پر مشتمل پچاس ہزار تیسرا اندازوں کا ایک دستہ مقرر کر دیا اور انہیں واضح ہدایت دیں کہ جنگ میں فتح ہو یا شکست آپ نے درہ نہیں چھوڑنا۔ مسلمانوں نے مال غنیمت کی ہوس میں درہ چھوڑ دیا تو اس کے ساتھ ہی جنگ کے نتائج بدل گئے۔ اس غزوہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے لیے غزوہ احد کا نتیجہ بہت صدمے اور تکلیف کا باعث بنا۔ [۲۳]

غزوہ خندق:

یہ غزوہ ۸ ذیقعد ۵ھ کو شروع ہوا اور ۲۳ ذیقعد ۵ھ کو ختم ہوا۔ قریش اور یہود اپنی سازشوں سے باز نہ آئے دونوں نے مل کر اسلام کے استحصال کا منصوبہ بنالیا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں نے ایک خندق کھودی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی شریک ہوئے۔ اس جنگ کی صورت ایسی ہو گئی کہ اتحادیوں کے لیے محاصرہ اٹھالینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا وہ ابھی محاصرہ اٹھانے کا سوچ ہی رہے تھے قدرت نے انہیں موقع ہی نہ دیا۔ تائبہ خداوندی کا وقت آن پہنچا سردی کا موسم تھا اس زور سے طوفان چپلا کہ خیموں کی طابیں اکھڑ گئیں دیگیں الٹ پلٹ ہو گئیں اللہ نے اپنی فوجیں بھیجیں جو انہیں دکھائی نہ دیں مگر انہوں نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کر دیا اور دشمن کی فوجیں راتوں رات میدان چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ [۲۴]

غزوہ بنو نضیر:

جنگ احزاب سے ناکامی کے قریش نے اپنی طاقت پر دوبارہ سے گھمنڈ دیکھنا شروع کر دیا۔ بنی نضیر کی بستی میں جا کر آباد ہو گئے لیکن چند روز کے محاصرے کی سبھیوں نے انہیں پریشان کر دیا۔ پندرہ دن کے محاصرے کے بعد بنو نضیر نے ہتھیار ڈال دیتے انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کی تحریک اسلام عرب سے نکل کر عجم تک پھیلے گی ہے۔

غزوه خیبر:

مدینہ منورہ کے شمال میں کم و بیش ۱۶۰ کلومیٹر کے فاصلے پر خیبر واقع ہے۔ یہ ایک وسیع اور شاداب علاقہ ہے۔ اس جگہ پر جنگ ہوئی جنگ میں ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ ساتھ تھیں اور فوج کی تعداد سولہ سو تھی۔ جن میں سے دو سو سوار تھے۔ فتح خیبر کی جنگ میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور پندرہ مسلمان شہید ہوئے۔

غزوه موتہ:

موتہ کو شام کا ایک مشہور مقام بیان کیا جاتا ہے۔ اس غزوه میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دعوت نامہ حضرت حارث بن عمیر کے ہاتھ حاکم بصری کے نام ارسال کیا راستے میں دوران سفر ان کو شہید کر دیا گیا۔ اس سفیر کا قتل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت پر گراں گزرا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں تین ہزار مجاہدین تھے۔ اتنا بڑا لشکر دیکھ کر دشمن اس قدر ہراساں اور سرعوب ہو چکا تھا کہ انہیں مجاہدین کا تعاقب کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اس جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بہادری اور حیرت کو دیکھ کر حضرت خالد بن ولید کو "سیف اللہ" کا لقب دیا۔

فتح مکہ:

۱ رمضان المبارک کو آپ تقریباً دس ہزار مجاہدین لے کر مکہ کی طرف بڑھے مکہ جانے کے لیے آپ نے خفیہ راستہ اختیار کیا مکہ مکرمہ سے ایک منزل دور مہسر الظہر کے مقام پر آپ نے پڑاؤ ڈالا اور لشکر کو اس انداز سے پھیلا دیا کہ متربیش ان کی تعداد دیکھ کر گھبرا گئے۔ اس طرح مسلمانوں نے بلا متبادلہ مکہ فتح کر لیا۔ فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ کو مورتیوں اور بتوں سے پاک و صاف کر دیا گیا۔ [۲۵]

غزوه حنین:

یہ ایک خوبصورت وادی ہے اس میں ہوازن اور ثقیف نامی قبائل آباد تھے۔ فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کے بکثرت لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ دشمن اسلام کو یہ بات بالکل پسند نہ آئی۔ اس جنگ میں بھی مسلمانوں کو خدائی مدد نازل ہوئی اور کفار کو شکست کا سامنا کرنا پڑا وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بری طرح شکست کھا کر کامروں نے طائف کا رخ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بہت سامان غنیمت ملا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب میں برابر تقسیم کر دیا۔ [۲۶]

غزوہ تبوک:

تبوک مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک ممتاز مقام کا نام ہے۔ گرمیوں کا موسم بھتا گرم ہوا چل رہی تھی۔ منافقین اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر اپنی عزت و جلال کے ساتھ روانہ ہوا۔ رومی اور عیسائی قبائل نے عرب پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا ان میں یہ اطلاعات ہوئیں کہ پیغمبر اسلام کا انتقال ہو چکا ہے۔ اسلامی مملکت کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور قحط نے عربوں کو لاپار کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے لشکر کی جب ان کو اطلاع ملی تو وہ حیران ہو گئے اور انہیں مقابلے کی حسرت نہ ہوئی یہ مسلمانوں کی سب سے بڑی عسکری فتح تھی۔ اس کے علاوہ ۹ ہجری کو ایک تاریخی اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد کوئی مشرک اور کافر حنا نہ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوتی خطوط:

صلح حدیبیہ سے مسلمانوں اور قریش کے درمیان دس سال کے لیے جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا چنانچہ فراغت صلح ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رسالتی مشن کی تکمیل کے لیے بیرون ملک اپنے تعلقات وسیع کرنے کے لیے اپنی کوششوں کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔ اس مقصد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے ملکوں کے شہنشاہوں کو دعوت اسلام کے لیے خطوط لکھے اور سفیروں کے ذریعے ان خطوط کو ارسال فرمایا۔ خطوط ارسال کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر مہر لگاتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو عیسائی کے مداریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا اٹھو اور میری طرف سے پیغام حق پہنچاؤ

بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی دن میں کچھ حکمرانوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھوا کر سفیروں کے ذریعے بھیجوائے۔ یہ سفیر جس جس علاقے میں بھیجے گئے اس علاقے کی زبان جانتے تھے۔

ہرقل قیصر روم کے نام:

اللہ مہر

رسول

محمد

حضرت وحیہ کلبی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرقل قیصر روم کو بھیجوا یا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دین کی دعوت دی۔ بادشاہ یہ خط پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ اس کے دل میں نور اسلام آچکا تھا لیکن تاج و تخت کی تاریکی میں وہ روشنی بچھ کر رہ گئی۔ [۲۷]

شاہ فارس کسریٰ پرویز کے نام:

اللہ مہر

رسول

محمد

کسریٰ کے نام جو فارس کا حکمران تھا۔ عبد اللہ بن حذیفہ یہ پیغام لے کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو خدا اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانے کا کہا تا کہ جو شخص زندہ ہے اسے برے انجام سے ڈرایا جائے تم اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے۔ کسریٰ پرویز نے ان الفاظ کو اپنی تحقیق سمجھا اس نے اللہ اور اس کے رسول کے نام مبارک کو پھاڑ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس کی بادشاہیت کو پارہ پارہ کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اسے اپنی ہی اولاد نے قتل کر دیا بعد میں ایران پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ [۲۸]

شاہ حبش کے نام:

اللہ مہر

رسول

محمد

اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت پر عمل کرے اماہ بعد میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو تدریس و سلام ہے۔ جو امن دینے والا اطمینان والا ہے۔ عمرو بن امیہ ضمیر نے یہ خط بنی قہبی کے ہاں پیش کیا۔ نجاشی نے یہ خط چوما اور آنکھوں پر رکھا۔ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوابی خط لکھا۔ اے اللہ کے نبی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کی طرف سے سلام اور برکت ہو مجھے آپ کا گرامی نام ملا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیسیٰ کا معاملہ ذکر کیا ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی اس طرح نجاشی نے اسلام قبول کر لیا۔ غزوہ تبوک کے بعد نجاشی نے وفات پائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

مقوقس شاہ مصر کے نام:

مقوقس مصر کا بادشاہ تھا۔ اس کے نام خط لکھا گیا اسے پہنچانے کے لیے حضرت حاطب بن ابی بلتصہ کا انتخاب کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر خط کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرتے تھے اور آخر میں اس پر مہر بھی لگاتے۔

اللہ مہر

رسول

محمد

میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ دوسرا حبر ملے گا لیکن اگر تم نے منہ موڑا تو تم پر اہل قبیلہ ہوگا اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ مقوقس نے جوابی خط لکھا۔ جس میں اس نے دو لونڈیاں ایک نچیر اور کچھ قیمتی کپڑے ہدیہ کیے۔

حاکم پیام ہوزہ کے نام:

اللہ مہر

رسول

محمد

سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے جان لو میرا دین وہاں تک پھیلے گا جہاں تک چوپائے اور گھوڑے جا سکتے ہیں۔ اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے۔ جو عداوت تمہارے ماتحت ہے اسے تمہارا بنا دوں گا۔

اللہ مہر

رسول

محمد

رسول کے قاصد حضرت سلیمان بن عمرو عام یہ پیغام لے گئے۔ انہوں نے بڑی توجہ سے خط پڑھا اور جواب لکھوایا۔ کتنی اچھی اور حسین بات ہے کہ جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا تے ہیں۔ بعض اختیارات ہمیں تفویض کیے جائیں ہم اتباع کریں گے۔ چند تحفے اور کپڑے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھجوائے لیکن آپ نے جواب پڑھ کر فرمایا۔

اگر وہ مجھ سے ایک باشت زمین بھی مانگے تو میں نہیں دوں گا۔ جو کچھ اس کے قبضے میں ہے جانے والا ہے۔

حارث بن ابی شمر غسانی:

چھٹا دعوت نامہ شجاع وہب اسدی کے ذریعے حارث بن ابی شمر غسانی کو بھیجا۔ جب سفیر پہنچا تو شجاع بہت معروف تھا اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مفصل حالات سن کر اسلام قبول کر لیا۔ حارث نے ایک سو منتقال سوتا شجاع بن وہب کو دینے کا حکم دیا۔ جو خفیہ مسلمان ہو چکا تھا۔ حارث کی وفات ۸ میں یعنی میں سال مکہ مکرمہ فتح ہوا، میں ہوئی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے خطوط دوسرے ممالک کو بھیجے۔

وصال نبوی، ربیع الاول ۶۲۳ھ

دعوت حق پہنچانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے اسی سال ۱۰ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف کیا اور حضرت جبرائیل کو دو مرتبہ قرآن مجید سنایا۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ کو ایک جنازہ میں جنت البقیع تشریف لے گئے واپسی پر جسم میں درد شروع ہو گیا۔

آپ کی طبیعت روز بروز بوجھل ہوتی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے حجرے میں باحبابت دیگر امہات المؤمنین منتقل ہو گئے وفات سے پانچ دن قبل بخاریتیز ہوں گیا یہاں تک

کہ غشی طاری ہو گئی۔ آخری دن سے ایک روز قبل آپ نے تمام علاموں کو آزاد کر دیا اپنی جمع بونجی صورت میں دے دی۔ خیبر میں آپ کو زیر آلودہ گوشت کھلایا گیا اس کے اثرات بھی آپ کے جسم پر نمودار ہونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حالت نزاع طاری ہو گیا اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا گو ہیں۔ اے اللہ انبیاء، صدیقین شہداء صالحین کے ہمراہ مجھ پر رحم کر، یہ جملہ تین بار دہرایا محمد کے ہاتھ جھک گئے۔ روح نفس عنصری سے پرواز کر گئیں اور آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون

(البقرہ: ۶-۱۵۶)

دوسرے روز منگل کی صبح آپ کو غسل دیا گیا۔ حضرت علی اور حضرت عباس نے آپ کو غسل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمنی تین چادروں میں کفنا یا گیا۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تھے وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کھود کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ کسی امام کی معیت میں نہ پڑھی گئی بلکہ پہلے اہل خانہ حناوادہ ہاشم پھر مہاجر پھر انصار عورتوں اور پھر بچوں نے پڑھی۔ تیسرے روز بدھ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لحد میں اتارا گیا اور اللہ کے نبی کا جمد مبارک مٹی میں غائب ہو گیا۔

حلیہ مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کارنگ چمکتا ہوا تھا۔ چہرہ تابناک اور ساخت خوبصورت تھی۔ آنکھیں سرمئی، پلکیں لمبی، بال کالے، گھنگریالے اور کھڑے ہوئے، فتدر میانہ، ٹھوڑی چھوٹی، پیشانی چوڑی، چہرہ گولائی نما، مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں گوشت سے پر، کندھوں کے درمیان مہر نبوت سرفترے بڑا جوڑوں کی ہڈیاں بھاری سینے پر بالوں کی لکیر، ایڑیاں باریک، ہتھیلیاں کشادہ یہ ہے میرے نبی کی تصویر۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات مبارکہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انداز گفتگو بہت میٹھا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے۔ اکثر ایک بات کو تین دفعہ دہراتے۔ بات کرتے وقت نگاہ آسمان کی طرف رکھتے بے حجابات نہ کرتے۔ اکثر چپ رہتے بہت کم بھنتے تھے۔ آپ ہلکا سا مسکراتے، لباس میں

حیاد، قمیض اور تہمد استعمال کرتے، آپ کو سفید رنگ بہت مرغوب تھا۔ نعلین مبارک چمیل نما ہوتا۔ انگوٹھی پہنتے جو مہر کا کام دیتی اس پر "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ کھانوں میں سرکہ، شہد، حلوہ روغن وزیتون استعمال کرے، ترکاری میں کدو مرغوب تھا، گوشت میں آپ دنب مرغ، بکری بھیڑ، اونٹ اور مچھلی کھاتے لسی بہت پسند فرماتے۔

خوشبو کا استعمال کرتے جہاں سے گزرتے وہ جگہ کافی دیر تک معطر رہتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوار کا شوق تھا۔ گھوڑے، گدھے، نخپر اور اونٹ کی سواری کرتے، اپنے کپڑے سی لیتے، جو تاسرمت کر لیتے، دودھ بھی دودھ لیتے۔ سوتے وقت قرآن مجید کی تلاوت ضرور کرتے۔ نماز باجماعت ادا کرتے۔ اکثر عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ فیاض تھے اور سخاوت بھی معمول تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیا عمرے کیے، میرے نبی کی سادہ اور شفاف زندگی جو رہتی دنیا کے ہر فرد کے لیے نمونہ عمل ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع:

حج کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں مقام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (قصوا) لانے کا حکم دیا۔ پھر بن وادن میں آپ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔ خطبے کی ابتداء یوں فرمائی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں خدا نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اس نے اپنے رسول کی مدد فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم سب آدم کی اولاد ہو آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا گیا تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت نہیں سوائے تقویٰ کے فریض کے لوگوں ایسا نہ ہو کہ تم اللہ کے حضور اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر بوجھ لدا ہوا ہو اور دوسرے لوگ سامان احسرت لے کر پہنچیں اگر ایسا ہوا تو میں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا خدا کے سامنے اے لوگوں پانچ وقت کی نماز ادا کرو اپنے رب کی عبادت کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی سے دو خدا کے گھر کاج کرو۔

اور لوگوں کو جب میرے بارے میں سوال پوچھا جائے گا تو کیا جواب دو گے لوگوں نے جواب دیا ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امانت دین پہنچا دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق رسالت ادا کر دیا ہے اور ہماری خیر خواہی فرمائی ہے یہ سن کر آپ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا۔
خدا یا گواہ رہنا، خدا یا گواہ رہنا، خدا یا گواہ رہنا۔

خلاصہ بحث:

جیسا کہ زیر نظر تحقیقی مقالہ کا بنیادی مسئلہ اور موضوع تحقیق، ڈاکٹر نصیر، احمد ناصر اور ڈاکٹر محمد اکرم رانا کے احوال و آثار ان کی علمی خدمات، سیرت پر مکمل بحث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت، حالات زندگی، ہجرت مدینہ تبلیغ اسلام، دین حق کی دعوت میں ظلم اور مشکلات، غزوات، کاسیرت نگاری کی روشنی حائزہ لینا تھا۔

مذکورہ بالا سیرت نگاری کی روشنی میں کیے گئے مطالعے کے بعد مقالہ ہذا کے درج ذیل تحقیقی مقاصد حاصل ہوئے سیرت نگاروں کے حالات زندگی اور علمی خدمات کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی۔ سیرت رسول کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوئیں، عوام الناس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی اور رسول اکرم کی زندگی کے بارے میں دیگر مسائل کو بھی احباب گراہ کیا گیا۔ دونوں سیرت کی کتابوں میں سیرت رسول کے مطالعے کے بعد محقق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ کتب سیرت اسلوب و بیان کے لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتی ہیں۔ کتاب پیغمبر اعظم و آخر میں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے سیرت رسول کو قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کیا ہے اور گرد و پیش کے حالات کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ سیرت رسول کو تکمیل تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ربط اور تسلسل قائم رکھا ہے۔ فصاحت و بلاغت کا انداز نہایت موزوں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ضرب الامثال، فلسفیانہ بحث، منطقی طرز اور مناظرانہ اسلوب اختیار کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے ضرفی، نحوی، اور لغوی انداز سے بھی کام لیا ہے۔ پیدائش کے معجزات اور فضائل، مکی و مدنی زندگی، سورتوں کی تقسیم کی وضاحت بھی کی ہے۔ نزول قرآن کو باقاعدہ تسلسل کے ساتھ پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اکرم رانا نے سیرت رسول کو بطور تائید پیش کیا ہے اور رسول اکرم کی زندگی کے ہر پہلو کی وضاحت کے لیے احادیث مبارکہ احوال صحابہ اور اقوال تابعین کو بھی پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر اکرم رانا نے سیرت رسول کو مقدم رکھتے ہوئے اپنی رائے پیش کی ہے۔ ربط آیات اور آیات کے شان نزول کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ سیرت رسول کی حیات مبارکہ کے مطالعے کے لیے دونوں کتب سے استفادہ کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دونوں کتب کا مسل کی حیثیت رکھتی ہیں اور سیرت نگاروں نے اپنے علم سے عوام الناس کو مستفید کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ان کتب کی روشنی میں عملی زندگی کے بہت سے مسائل کے حل کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی۔

حوالہ جات:

- [۱] السلم، محمد، خواجہ، سیکرٹری جنرل تحریک رحمت، "بائیو گرافی، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر" غیر مطبوعہ
- [۲] السلم، محمد، خواجہ، سیکرٹری جنرل تحریک رحمت، زبانی گفتگو، ۲۴ جنوری ۲۰۱۷ء
- [۳] السلم، محمد، خواجہ، سیکرٹری جنرل تحریک رحمة العالمین، "منشور و تعارف تحریک رحمة العالمین"، سن، ص: ۲، ۳
- [۴] ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، پیغمبر اعظم و آخر، فیروز سنز، لاہور، سن، ص: ۷
- [۵] ایضاً، ص: ۱۱
- [۶] ایضاً، ص: ۱۳
- [۷] ایضاً، ص: ۱۵
- [۸] ایضاً، ص: ۱۸
- [۹] رانا محمد اکرم، ڈاکٹر، "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" بکس گلگشت، ملتان، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۱
- [۱۰] ایضاً، ص: ۱۱
- [۱۱] ایضاً، ص: ۱۲
- [۱۲] ابن منظور، محمد بن مكرم الامنریقی، لسان العرب، ۲۸۹۴، دار العرب، بیروت، ۱۹۴۸ء

- [۱۳] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۵۰۶۱۱، دانشگاه پنجاب، لاہور، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶ء
- [۱۴] انور محمود خالد، ڈاکٹر، اردو نشر میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص: ۴۰
- [۱۵] مارگولیتھ، Muhammad and the Rise of Islam، آکسفورڈ پریس، لندن، ۱۹۰۵ء، ص: ۳
- [۱۶] عنایت اللہ، شیخ، ڈاکٹر، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیرت نگار، مجلہ فکر و نظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد، ص: ۸۹
- [۱۷] انور محمود خالد، ڈاکٹر، اردو نشر میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۱۰۷، ۹۲
- [۱۸] نثار احمد، ڈاکٹر، اسلامی اندلس میں سیرت نگاری کا ارتقائی، فکر و نظر، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۴۷
- [۱۹] منصور پوری، مہر نبوت، ص: ۴
- [۲۰] حالی، الطائف حسین، مولانا، حیات جاوید، عشرت پیشنگ ہائوس، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص: ۴۲۶
- [۲۱] البقرہ، ۱۲۹: ۲
- [۲۲] منصور پوری، محمد سلیمان، سلمان، و تاضی، "رحمة للعالمین
- "، ج: ۱، ص: ۴۲-۴۳، دارالاشاعت، کراچی، ۱۴۱۱ھ
- [۲۳] محمد اکرم رانا، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ، ص: ۹۴
- [۲۴] بنی اسرائیل، ۱: ۱۷
- [۲۵] دانا پوری، عبد الرؤوف، مولانا، "صح السیر"، ص: ۵۷
- [۲۶] منصور پوری، محمد سلیمان، سلمان، و تاضی، "رحمة للعالمین"، ج: ۱، ص: ۸۶، دارالاشاعت، کراچی، ۱۴۱۱ھ
- [۲۷] محمد اکرم رانا، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ، ص: ۹۶
- [۲۸] محمد اکرم رانا، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ، ص: ۹۸
- [۲۹] ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، "پیغمبر اعظم و آخر"، فیروز سنز، لاہور، سن، ص: ۳۵۳ تا ۳۸۳
- [۳۰] محمد اکرم رانا، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ، ص: ۹۹
- [۳۱] الانفال: ۳۰
- [۳۲] ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، "پیغمبر اعظم و آخر"، فیروز سنز، لاہور، سن، ص: ۳۷۴ تا ۳۷۹

[۳۳] شبلی نعمانی، علامہ، "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" جلد اول، ص: ۱۶۹، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، ۱۹۷۳ء

مصادر و مراجع

- [۱] بجناری، احمد بن اسماعیل، صحیح بجناری، ادارہ الطباعة المنيرية، دمشق، ۱۹۸۵
- [۲] پھلواری، محمد جعفر شاہ، محمد پیغمبر انسانیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲ کلب روڈ، لاہور
- [۳] توکلی، نور بخش، سیرت رسول عربی، ادارہ الاویس، لاہور
- [۴] ہتھانوی، اشرف علی، حبیب خدا، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۸ء
- [۵] جواد علی، المفصل تاریخ العرب قبل الاسلام، دارالعلم، بیروت، ۱۹۷۰ء
- [۶] حالی، الطاف حسین، حیات جاوید، عشرت پبلشنگ ہاؤس، لاہور، ۱۹۷۱ء
- [۷] حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی، مولوی مسافر خانہ بند روڈ، کراچی، ۱۹۵۰ء
- [۸] انخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور
- [۹] الزرتانی، محمد بن عبد السبّاق، المواہب اللدنیۃ، قاہرہ، مصر، ۱۳۲۷ھ
- [۱۰] سعید الحسن، شاہ، سیرۃ امام الانبیاء، گنج شکر پرنٹرز، لاہور، ۱۹۸۵ء
- [۱۱] السہیلی، عبد الرحمن بن عبد اللہ، الروض الانف، مطبع الجالیہ، قاہرہ، ۱۹۱۴ء
- [۱۲] سید عبد اللہ، مقالہ علم السیرۃ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور
- [۱۳] سید محمد اسماعیل، رسول عربی اور عصر جدید، مکتبہ القریش، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۸ء
- [۱۴] عرجون، محمد صادق ابراہیم، مدرسہ رسول اللہ، دارالقلم، دمشق، ۱۹۸۵ء